جناب محمد شفیق صاحب سروری

تحریکِ اہلحدیث

غیروں کی نظر میں

گر نقشِ قدم تیرے مشعل نہ بنے ہوتے
راہرو بھی لٹے ہوتے رہبر بھی لٹے ہوتے

اہلِ حدیث کا ہمیشہ یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ وہ ہر دور میں اسلام کی خدمت میں پیش پیش رہے ہیں خواہ حالات کتنے ہی کٹھن و مشکل کیوں نہ ہوں ــــ راہِ حق میں انھوں نے جانیں نچھاور کیں، جگر گوشوں کی قربانیاں دیں، مال وزر سے ہاتھ دھوئے، دوست و احباب سے قطع تعلق برداشت کیا مگر دینِ حق کی سربلندی و سرفرازی کے لیے کسی قسم کے مصائب کو خاطر میں نہ لائے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انگریز نے برصغیر میں تسلط حاصل کرنے کے بعد اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی کوششیں تیز کردیں تو سب سے پہلے جماعت حقہ اہلحدیث نے ہی انگریز کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا۔ حالانکہ اس دور میں مال وزر کی خواہش نے برصغیر کے کئی باسیوں کو انگریز کا حاشیہ بردار بننے پر مجبور کر دیا تھا ــــ آج ہم انہی ادراق کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں ہم اپنی طرف سے کچھ کہنے کے بجائے بطورِ ثبوت اغیار کی تحریروں کے اقتباسات پر زیادہ تر انحصار کریں گے ــــ چنانچہ:

اہلِ حدیث کے علمِ جہاد بلند کرنے میں سبقت کے بارے میں ایک متعصب مؤرخ ایوب قادری اپنی کتاب "تحریکِ آزادی" کے صفحہ ۲۹ پر رقمطراز ہیں:

"مفتی محمد عوض نے سب سے پہلے شمالی ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا اور تحریکِ آزادی کی بنیاد رکھی۔"

اسی کتاب کے صفحہ ۳۳ پر ہے:

"مفتی محمد عوض مرحوم نواب صدیق حسنؒ کے سگے نانا محترم تھے۔ نواب صاحب کے

والد نے بھی مفتی صاحب سے تعلیمِ دین حاصل کی تھی۔"

اسی طرح تحریکِ آزادی میں اہلِ حدیث کی شرکت ایک انگریز مؤرخ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی زبانی سنیے:

"ہمارے باغی کیمپ کے بانی مبانی سید احمد تھے۔ اُن کا (وہابیوں کا) پہلا مرکز روہیلوں کی قوم (خاندانِ صادق پور) تھا۔ ۱۸۲۰ء میں اس مجاہد (سید احمد شہیدؒ) نے جنوب سے اپنا سفر شروع کیا۔ اُن کے مریدوں میں اُن کی بہت فضیلت تھی۔ مرید اُن کی پالکی کے ساتھ ننگے پاؤں دوڑنا باعثِ سعادت سمجھتے تھے۔ سید احمد نے پٹنہ میں قیام کیا، جس سے مریدوں کی تعداد خاصی بڑھی۔ جس کے پیشِ نظر ایک باقاعدہ حکومت کی تشکیل کی گئی اور پٹنہ مستقل مرکز بنایا گیا۔"

("ہندوستانی مسلمان" ص۲۳)

تاریخ گواہ ہے کہ پٹنہ کے تمام مجاہدین اہلِ حدیث تھے اور انگریز پٹنہ کو ہی بغاوت (جہاد) کا مرکز قرار دے رہا ہے۔

ایک انگریز مؤرخ لکھتا ہے:

"غداری اور بغاوت کا مرکز پٹنہ بیان کیا جاتا ہے۔"

(ہندوستان میں اڑتیس برس۔ جلد ۲ ص۲۷)

چنانچہ مسعود عالم ندوی بھی اپنی کتاب "ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک" میں رقمطراز ہیں:

"اس پوری مدت میں پٹنہ سازش کا مرکز تھا اور اس کے لیڈر عنایت علی اور ولایت علی تھے۔" (کتاب مذکور ص۹۹ از مردم شماری ۱۹۱۱ء)

ڈبلیو، ڈبلیو ہنٹر ایک جگہ لکھتا ہے:

"بغاوت کا سب سے مقدم مرکز پٹنہ تھا۔" (کتاب مذکور ص۱۰۴)

ایک اور مؤرخ ڈاکٹر قیام الدین اپنی کتاب میں "جرنل آف ایشیاٹک سوسائٹی ج ا ۱۸۸۱ء ص۳۵۴" کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سید احمد نے پٹنہ میں ایک مرکزی تنظیم قائم کر کے اس امر کو واضح کر دیا کہ سرحد پر جنگ چھیڑنے سے پہلے پٹنہ کو تحریک کا پہلا منظم مرکز منتخب کر کے اسے غیر معمولی امتیاز دیا گیا ہے۔ بعد میں پٹنہ کے وہابیوں نے تحریک کی تاریخ میں زبردست حصہ لے کر سید احمد کے اعتماد کی توثیق کر دی۔" (ہندوستان میں وہابی تحریک ص۶۶)

مندرجہ بالا اقتباسات کو پڑھ کر معمولی ذہن کا مالک بھی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ تحریک آزادی کی ابتداء فرزندانِ توحید (اہلِ حدیث) نے کی، جنگ آزادی کا مرکز پٹنہ تھا جو کہ وہابیوں کے زیرِ انتظام تھا اور ان وہابیوں کے لیڈر عنایت علی، ولایت علی تھے۔

تحریکِ اہل حدیث (وہابی تحریک) کا اصل مقصد اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکامات کی تبلیغ و اشاعت اور اللہ کی زمین پر اللہ کے بھیجے ہوئے قانون کا نفاذ تھا۔ چنانچہ ایوب قادری رقمطراز ہیں کہ:

"وہابیوں کا (اہلحدیثوں کا) اصل عنصر جہاد اور اہم ترین، حکومتِ الٰہیہ کا قیام تھا"
(تحریک آزادی ص۵۵)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"یہ تحریک، احیائے دین کی تحریک تھی۔ توحیدِ خالص کی تبلیغ، شرک و بدعت اور قبر پرستی کا استیصال، مراسمِ محرم کی بیخ کنی، شادی و غمی نیز دوسری تقریبات کے غیر اسلامی مراسم کی بجائے اسلامی زندگی کا احیاء اور نکاحِ بیوگان کی ترویج و اشاعت اس تحریک کے خاص عنصر تھے۔"

(تحریک آزادی ص۵)

یہی وجہ ہے کہ مندرجہ بالا رسومات و بدعات کو اپنانے والے تحریکِ آزادی میں اہلحدیث کا قصداً ذکر نہیں کرتے۔

اسی کتاب میں مذکور ہے کہ:
"اس سلسلے میں اس خانوادے (دہلوی خاندان) کے تربیت یافتہ علماء نے احیائے سنت اور اصلاحِ معاشرہ کے لیے متعدد کتب اور رسائل لکھے۔"
(تحریک آزادی ص۵۵)

انگریز مؤرخ اہلحدیث کے قلمی جہاد کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے:
"اگر انگریزوں کے خلاف ضرورتِ جہاد پر وہابیوں کی نظم و نثر کو یکجا کیا جائے تو مختصر سے مختصر کرنے کی صورت میں بھی ایک دفتر چاہیے۔ اس جماعت نے بہت ادب پیدا کیا۔ جو انگریزی حکومت کے زوال کی پیشگوئیوں اور ضرورتِ جہاد سے پُر ہے۔"
(ہمارے ہندوستانی مسلمان ص۵۹)

یہی انگریز مؤرخ اکابرِ اہلحدیث کے کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے :
"یہ انہی وہابیوں کا کام ہے کہ انھوں نے ہزاروں ہموطنوں کو بہترین زندگی بسر کرنے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق بہترین تصور پیدا کرنے کی ترغیب دی۔"

(ہمارے ہندوستانی مسلمان ص۱۰۱)

ایک اور جگہ یہی ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر مجاہدینِ آزادی کے بارے میں لکھتا ہے کہ :
"پٹنہ کا مرکز ہمیشہ اس بات پر زور دیتا رہا کہ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے اپنے آپ کو بچانے کے دو ہی راستے ہیں، یا تو انگریز کافروں کے خلاف جہاد کریں یا پھر اس ملک سے ہجرت کر جائیں۔ کیونکہ کوئی سچا مسلمان اپنی روح خراب کیے بغیر اس حکومت کا وفادار نہیں ہو سکتا..... اور جہاد سے روکنے والے دلی منافق ہیں۔"

(کتاب مذکور ص۱۰۹)

ــہ اولئک اٰبائی فجئنی بمثلھم
اذا جمعتنا یاجریر المجامع

آئینۂ تاریخ ہمیں بتلاتا ہے کہ جب اس برصغیر پر ذہنی جمود طاری تھا، اس وقت اہلحدیث اکابر نے ہندوستان کے باسیوں کو "قال اللہ وقال الرسول" کی صداؤں کے ساتھ ذہنی غنودگی کے سمندر سے باہر نکالا، اور ایسی انقلاب آفریں کتابیں اور رسائل تحریر کئے کہ فکروفن کے ایسے نادر المثال معجزے کبھی کبھار ہی معرضِ وجود میں آتے ہیں۔ چنانچہ ولیم ولسن ہنٹر لکھتا ہے کہ :
"کتاب جتنی سخت اور باغیانہ ہوگی، اتنی ہی عوام میں مقبول ہوگی، لیکن یہ اشتعال انگیز لٹریچر تو اس مستقل چہارگانہ تنظیم کا ایک حصہ ہے جو وہابی لیڈروں نے بغاوت پھیلانے کے لیے قائم کر رکھا ہے۔"

(ہمارے ہندوستانی مسلمان ص۱۰۱)

اہل حدیث اکابر نے جنگِ آزادی کو پھیلانے کے لیے زیادہ سے زیادہ کام کیا، مال لٹا دیئے گھر بار کو خیر باد کہا۔ اور برصغیر کے گلی دکوچہ میں جَاھِدُوْا جَاھِدُوْا کی پکار بلند کرتے رہے۔ چنانچہ ولیم ولسن ہنٹر رقمطراز ہے کہ :
"پٹنہ کے خلفاء جوان تھک واعظ، خود اپنے آپ سے بے پرواہ، بے داغ زندگی بسر کرنے والے، انگریز کافروں کی حکومت کو تباہ کرنے میں ہمہ تن مصروف، روپیہ اور

رنگروٹ جمع کرنے کے لیے ایک مستقل نظام قائم کرنے میں نہایت چالاک تھے، ہر ضلع کے مبلغین، متعصب لوگوں کے گروہ دار الاشاعت بھیجتے۔ اُن میں سے اکثر کو (جن کا جوش پٹنہ کے لیڈر اور بھی بھڑکا دیتے تھے) چھوٹے چھوٹے گروہوں کی صورت میں سرحدی کیمپوں کی طرف روانہ کر دیا جاتا تھا۔ جب وہ باغیانہ اصولوں سے اچھی طرح واقف ہو جاتے تو اُن کو صوبے کی طرف واعظ، مبلغ یا کتب فروش کی حیثیت سے واپس کر دیا جاتا۔" (کتاب مذکورہ ص۱۰۷ او ۱۰۸)

یہ ایک حقیقت ہے کہ اہلحدیث نے اپنی تمام زندگی تحریکِ آزادی کے لیے وقف کر دی تھی۔ اور انگریز کے خلاف جہاد کی صدا کو برصغیر کے کونے کونے تک پھیلا دیا، کوئی قریہ و بستی ایسی نہ ہوگی جہاں آزادی کی صدا نہ گونجی ہو۔ چنانچہ اِن مردانِ خدا، ان حریت کے پروانوں کی آواز پر لبیک کہنے والوں کا اس قدر رش ہو گیا کہ بالاکوٹ سے لے کر بنگال تک، پنجاب سے آسام تک، گنگا سے ہمالہ تک، مزدور و غریب تو ایک طرف، ایوانوں میں پلنے والے نواب زادے اور جھولوں میں آرام کرنے والے شہزادے بھی بِاللَّیْلِ رُھْبَانًا وَّالنَّھَارِ فُرْسَانًا کی عملی تصویر بن گئے۔

اِن مجاہدینِ آزادی کی عملی تصویر، اُن کا دشمن ان الفاظ میں کھینچتا ہے:

"امیر تو تھے ہی، معمولی مزدوری کر کے پیٹ پالنے والا مزدور (بھی) اپنے آقا سے کہتا، مجھے دو ماہ کی رخصت دی جائے۔ میں صفِ مجاہدین میں شامل ہو کر جہاد کرنا چاہتا ہوں۔"

(ہمارے ہندوستانی مسلمان ص۳۵)

آگے چل کر یہی مؤرخ اہلحدیث کی جدوجہد آزادی کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتا ہے:

"ہندوستانی وہابیوں نے اپنے امام کی تبلیغ منجانب اللہ ثابت کرنے کے لیے تمام مسائل چھوڑ کر اپنی تمام توجہ جہاد کی طرف مبذول کر دی۔"

(کتاب مذکورہ۔ ص۹۶)

یہی مصنف ایک دوسری جگہ خدماتِ اہلحدیث کا تذکرہ یوں کرتا ہے:

"ان وہابیوں کی نظموں میں بھی روحِ جہاد کام کر رہی ہے۔ ہماری سرحدوں پر باغی کیمپ میں صبح و شام اسی قسم کے ترانے کی لے پر قواعد سیکھتے ہیں۔ اور رنگروٹوں کی وہ کمپنیاں جو ہمارے علاقے سے بھرتی کی جاتی ہیں۔ شمال کی طرف جاتے ہوئے طرازی شاہراہوں پر بھی یہی نظمیں گاتی ہیں۔" (کتاب مذکور ص۹۷)

اسی کتاب کا مصنف کتاب مذکور کے ص۱۰۵ پر لکھتا ہے:

"میرے لیے ناممکن ہے کہ میں ان کا ذکر ادب سے نہ کروں۔ اُن میں بیشتر، خدا ترس نوجوانوں کی حیثیت سے زندگی شروع کرتے اور اپنا جوش آخر تک برقرار رکھتے"

پھر ص۱۰۶ پر لکھتا ہے:

"میرا تجربہ ہے کہ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ ایک وہابی سب سے زیادہ روحانیت والا اور سب سے کم خود غرض ہوتا ہے" (کتاب مذکور ص۱۰۶)

یہی وجہ ہے کہ شاہ شہیدؒ اور سید احمد بریلویؒ کے ہاتھوں پر ہزاروں غیر مسلم، مسلمان ہو کر تحریکِ آزادی کے مجاہد بنے اور انھوں نے انگریزوں کے چھکے چھڑا دیئے کہ اب تک انگریز، وہابیوں کا ذکر "احرارِ ہند" سے کرتا ہے۔

وہابی تحریک کے مجاہد خون لگا کر شہیدوں میں نام نہ لکھواتے تھے بلکہ بقول ولیم ولسن ہنٹر:

"وہ فتح اور شہادت کی امید پر بڑے پُر جوش اور بے صبر ہو رہے تھے" (ص۵۹)

ایک انگریز مؤرخ "ڈاکٹر اسٹارڈ" تحریک کے بارے میں لکھتا ہے:

"شمالی ہندوستان میں وہابی جانبازوں نے حقیقتاً ایک مذہبی سلطنت قائم کر لی تھی۔ اور جب انگریز نے اس علاقے کو فتح کر لیا تو وہابی عقائد کی اِن سلگتی ہوئی چنگاریوں نے بہت پریشان کیا"

(جدید دنیائے اسلام مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ)

اسی طرح ایک انگریز مسٹر ریلی "ساکی محل" کی رپورٹ میں لکھتا ہے:

"اکتوبر ۱۸۶۵ء میں جب پچھلی بار اس ملک میں آیا تھا، اُس وقت سے اب تک میں ان مذہبی دیوانوں میں نمایاں تغیر پاتا ہوں۔ بلاشبہ اب وہ بہت بہادرانہ اور دلیرانہ اقدامات کے لیے تیار ہیں"

(ہندوستان میں وہابی تحریک ص۳۲۳)

یہ تھا معرکہ شمشیر و سناں، جس کے بارے میں انگریز لکھتا ہے:

"کوئی وہابی باپ اپنے دیندار بیٹے کے بارے میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ کب جہاد کے لیے گھر سے نکل جائے"

(ہمارے ہندوستانی مسلمان ص۳۵)

آگے چل کر مصنف اس معرکہ خیر و شر کے بارے میں رقمطراز ہے :

" سرو ہابی کی یہ خواہش تھی کہ وہ سکھوں کے گاؤں تاخت و تاراج کرتا ہے اور اس بات پر بھی خوش ہوتے تھے کہ انھیں انگریز کا فردں پر بھی ہاتھ صاف کرنے کا موقع مل جاتا ہے "

(ہندوستانی مسلمان ص۳۵)

مزید یہ کہ :

" اس تحریک کا اصل مقصد اسلامی حکومت کا قیام تھا اور اسی لیے پہلے ان کا مقابلہ سکھ اور بعد میں انگریز سے ہوا " (ہندوستانی مسلمان ص۱۲۶)

ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر ایک جگہ تحریر کرتا ہے کہ :

" وہ (وہابی) علانیہ اس بات پر مُصر تھے کہ ہمیں آغازِ اسلام کے مسلمانوں کے عقائد اور اُن کے سیدھے سادے اطوار، اِن کے اخلاق کی پاکیزگی کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ خواہ اس میں کتنے کفار کا خون کیوں نہ بہانا پڑے، یا خود اُن کو کتنی ہی جانوں کی قربانی کرنی پڑے "

(ہمارے ہندوستانی مسلمان ص۸۸)

ایوب قادری اسی عنوان کے تحت لکھتے ہیں :

" یہ تحریک، احیائے دین کی تحریک تھی۔ توحیدِ خالص، تردیدِ شرک و بدعت، قبر پرستی، اور مراسمِ محرم کا استیصال اور غیر اسلامی مراسم کی بیخ کنی وغیرہ اس کے خاص موضوع تھے "

(تحریک آزادی ص۱۵۴)

ان تمام حوالہ جات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ ہندوستانی وہابی تحریک کے عم جو دراصل اہلحدیث تھے، اپنی تحریک کو صرف اور صرف اسلام اور مسلمانوں کے لیے خونِ جگر مہیا کر رہے تھے، تاکہ اللہ کی زمین پر اللہ کا برحق دین پھیلے۔

انگریز مؤرخ رقمطراز ہے :

" وہابی رائے کا اظہار اس اعلان سے کرتے تھے کہ ہندوستان دارالحرب ہے۔ لہٰذا اس کے حاکموں کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے "

(ہمارے ہندوستانی مسلمان ص۸۴)

ہم صرف اختصار سے اکابرینِ اہلحدیث کا مجموعی ذکر کر رہے ہیں، اگر انفرادی طور پر اکابرینِ اہلحدیث کی مجاہدانہ زندگی پر اغیار کے تبصرے رقم کئے جائیں تو اس کے لیے دفتر درکار ہیں۔

اب اختصار کو مدِنظر رکھتے ہوئے بہار و بنگال کے اہلحدیث حضرات کے متعلق اغیار کی شہادتیں ملاحظہ فرمائیے:

ولیم ولسن ہنٹر رقمطراز ہے:

"بنگال جیسے دُور دراز کے صوبے نے اپنے خرچ پر سرحدی کیمپ کے لیے رنگروٹوں کے گروہ کے گروہ تیار کیے اور اس کے ہر گاؤں بلکہ ہر خاندان نے ان کی مثال کی پیروی کی اور مصارفِ جنگ میں حصہ لیا۔"

(ہمارے ہندوستانی مسلمان ص۱۰۶)

اسی طرح کلکتہ ریویو جلد ۱۰۵ ص۱۷۷ تا ص۱۷۹ میں بنگال و بہار کے وہابیوں کی کارروائیاں یوں نقل کی گئی ہیں کہ:

"بنگال میں بھی وہابیوں نے بہت زیادہ کارروائیاں کیں جس کی بنا پر اُن پر کئی مقدمات کئے گئے، مگر ان بے نتیجہ اور تکلیف دہ عدالتی کارروائیوں کے سلسلہ لامتناہی نے ان کے صبر کے پیمانہ کو لبریز کر دیا اور وہ بلاواسطہ اور براہِ راست کارروائی پر تُل گئے۔"

(ہندوستان میں وہابی تحریک ص۱۲۵)

ایک انگریز جسٹس اوکینلی ایک مقالے میں لکھتا ہے:

"اب بھی چالیس سال گزرنے کے بعد کوئی آدمی اس ہنگامے کی تاریخ پڑھ کر حکومت کی بے بسی پر حیرت کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ۱۸۲۲ء میں سید احمد نے ہندوستان میں غیر مسلم حکمرانوں کے خلاف بلا روک ٹوک جہاد کی تبلیغ کی۔ آدمیوں اور روپوں کی کثیر مقدار بنگال سے اس (سید احمد شہیدؒ) کو کھلم کھلا مہیا ہوتی رہی۔ اسے خفیہ رکھنے کی کوشش نہ کی گئی۔"

(کلکتہ ریویو ۱۰۵ ص۱۸۴ منقول از "ہندوستان میں وہابی تحریک" ص۱۲۹)

اسی طرح، مورخہ ۲۹ مارچ ۱۸۴۵ء کو صوبہ زیریں بنگال کے سپرنٹنڈنٹ پولیس نے سیکرٹری حکومتِ بنگال محکمہ عدالت ۱۰۵۸ کو ایک خط لکھا کہ:

"مسلمان ملاؤں کا ایک جتھہ اضلاع کا چکر لگا رہا ہے۔ نیز روپے اور رنگروٹ اکٹھے کرتا اور سکھوں اور انگریزوں کے خلاف جہاد کی تبلیغ کرتا پھرتا ہے۔"

(ہندوستان میں وہابی تحریک ص۱۳۵)

اس سپرنٹنڈنٹ پولیس نے یہ رپورٹ بھی دی کہ:

"بنگال کے مشرقی اضلاع کی آبادی زیادہ تر وہابیوں پر مشتمل ہے۔ یہ لوگ نہایت جوشیلے مذہبی، ہماری سرکار کے دشمن ہیں۔ اگر کسی شورش کا خطرہ ہے تو اسی گروہ کے مذہبی جنونیوں کی برانگیختی کا نتیجہ ہے۔" (ہندوستان میں وہابی تحریک ص۱۳۹)

ایک اور مقام پر انگریز جسٹس اوکینلی اہلحدیثوں کی جرأت و شجاعت کا ذکر یوں کرتا ہے:

"جو لوگ جہاد میں شرکت سے مجبور ہوتے ہیں وہ اس بات پر ثابت قدم رہتے ہیں، کہ کافر حکمرانوں سے تمام تعلقات منقطع کر لیے جائیں، تاکہ حکومت کے اندر حکومت کے بالکل خلاف ایک طاقت قائم کرسکیں۔"

(کلکتہ ریویو جلد ۵۱ ۱۸۷۰ء، ص۳۹۳)

مسٹر جیمس اور جسٹس اوکینلی اس جرأت و شجاعت کا نتیجہ یوں نکالتے ہیں کہ:

"کمزور اور بزدل بنگالی، خونخواری اور بہادری میں افغانوں سے کم نہیں۔"

(حوالہ مذکورہ ص۳۹۴)

اب بھی اس بات میں شک ہے، کہ برصغیر میں اہلحدیث نے اپنی تمام تر کوششیں انگریزوں کے خلاف صرف کر دی تھیں۔ یہ انگریز کا اقرار ہے کہ وہابی (اہل حدیث) نے ہمارے خلاف جہاد کیا اور ہم مجبور تھے کہ کچھ کرسکیں ع

الفضل ما شهدت به الاعداء

اور پھر تاریخ کے ایک اور پہلو پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اگر کسی جماعت پر بغاوت کے جرم میں، انگریزوں نے ظلم و جور کی انتہاء کی تھی تو وہ بھی صف اول کے مجاہدین اہلحدیث ہی تھے —— ان انتہائی آلام و مصائب کی کہانی دشمنوں کی زبانی سنیئے۔ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر لکھتا ہے:

"اِن بدنصیب غداروں کے گروہ، ہم نے قید خانے میں ڈال دیئے۔ اور عدالتوں نے ان کے سرغنوں کو سمندر پار کے بے آب و گیاہ جزیروں میں بھیج دیا۔"

(آور انڈین مسلمز ص۱۷۶)

ایوب قادری لکھتے ہیں کہ:

"جائدادیں ضبط ہوئیں، اِن (وہابیوں) کو جیلوں میں ٹھونسا گیا، حبسِ دوام بعبور دریائے شور کی سزائیں دی گئیں، یہی نہیں بلکہ بنگال اور بہار کے تمام مبلغوں کی فہرست مرتب

کی گئی۔ اور اس فہرست کی وجہ سے بنگال کے کتنے ہی خوشحال خاندان تباہ و برباد کر دیئے گئے۔"
(تحریک آزادی ص۶۱)

ان بربادیوں پر مسعود عالم ندوی نے لکھا ہے:

"۱۸۴۹ء سے ۱۸۷۱ء تک گرفتاریوں کا سلسلہ جاری رہا اور بے قانون حوالات اور جیلوں میں گلتے سڑتے رہے۔" (ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص۱۶۹)

اسی طرح ایوب قادری خطبہ صدارت آنریبل سر عبدالرحیم کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"وہابی تحریک کے بعد جو عمل اختیار کیا گیا اس سے مسلمان جاگیرداروں اور زمینداروں کی تمام املاک، جو وسعت میں تمام بنگال کی ایک چوتھائی تھی، گورنمنٹ انگلشیہ نے ضبط کر لی، اس پالیسی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہماری ملت کے ہزاروں شریف اور خوشحال خاندان نانِ شبینہ کے محتاج ہو گئے۔ اور ہماری قوم کے ہزاروں افراد مفلسی میں دَر دَر پھرنے لگے۔" (تحریکِ آزادی۔ ص۱۱۴)

ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی زبانِ قلم سے اسلافِ اہلحدیث کی داستانِ جرأت سنیے:

"مسلمانوں نے وہابیوں کو دھوکا دیا، انگریز نے غلبہ پایا تو مجاہدین نے جامِ شہادت نوش کیا، جو بچ نکلے انھیں چُن چُن کر سزائیں دی گئیں۔ کچھ سُولی پر چڑھائے گئے، کچھ قید ہوئے، کچھ کالے پانی بھیجے گئے۔" (ہندوستانی مسلمان ص۶۳)

جو بچ نکلے اُن کے بارے میں "ہندوستان میں وہابی تحریک" کا مصنف لکھتا ہے:

"کئی مہینے غلہ دستیاب نہ ہوا اور فاقہ زدہ جماعت نے درختوں کی جڑیں اور پتے کھا کر جانیں بچائیں۔ حقیقتاً یہ ایک سخت آزمائش تھی۔ پھر بھی اُن کے قدم نہ ڈگمگائے۔ اور انگریزوں کی اطاعت تسلیم نہ کی۔" (ہندوستان میں وہابی تحریک ص۲۲۷)

اسی طرح یہی مصنف ایک اور جگہ رقمطراز ہے کہ:

"۱۸۶۰ء کے وسط تک سارے ہند سے اکثر ممتاز وہابی قائدین ڈھونڈ ڈھونڈ کر گرفتار کر لیے گئے تھے۔" (ہندوستان میں وہابی تحریک ص۳۲۲)

آگے چل کر مصنف لکھتا ہے کہ:

"۱۸۶۵ء میں جب قیدیوں کی پہلی کھیپ جزائر انڈیمان کی مہیب نوآبادیوں کے سفر پر روانہ کی گئی تو وہ قریباً ایک سال میں وہاں پہنچی، راستے میں لاہور میں رُکی تو قیدیوں کیلیے

انسانیت سوز سلوک، خلافِ انسانیت ایذا رسانیوں کا دور شروع ہوا۔ سفر کے دوران سب قیدی ایک زنجیر میں بندھے، ایک ڈبے میں بند رہتے۔ سفر کے دوران ایک ہفتے تک اکٹھے ایک تختوں کے فرش پر بٹھلائے گئے۔ اور اُن کے درمیان سے ایک زنجیر ایسے گزاری گئی کہ اُٹھ نہ سکیں۔ اسی جکڑ بندیت میں حاجتِ ضروری سے نمٹا جاتا اس زمانہ میں اُن آہنی زنجیروں، ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کا مجموعی وزن فی کس آدھ من ہو گا۔ (وہ) ایک ایسے قید خانے میں بند کئے گئے جو سخت اور بے اندازہ ایذاؤں کے لیے مشہور تھا۔" (ہندوستان میں وہابی تحریک ص۲۷۴)

ہم قیدِ مشقت کیا سمجھیں، ہم طوق وسلاسل کیا جانیں
اک سازِ یہ نغمہ ہے گویا، ہم شورِ سلاسل کیا جانیں

آگے چل کر یہی مصنف لکھتا ہے کہ:

"جیل میں قیدیوں کے ساتھ طرح طرح کے بہیمانہ سلوک کئے جاتے۔ جیل کے افسروں نے قیدیوں کی پھانسی کے لیے ریشمی ڈوریاں اور چوبی تختے خریدے۔"
(کتاب مذکور ص۲۸۳)

اب ذرا ولیم ولسن ہنٹر کے اس بیان کو دیکھیں کہ:

"میں اپنے کو مجبور سمجھتا ہوں کہ قیدی وہابیوں کی ایمانداری کی تحسین کروں، جنھوں نے کبھی وفاداری کا اظہار نہ کیا، نہ ہم سے کوئی رعایت طلب کی اور اپنے تئیں زہر میں بجھے تیر چبھو لیے۔" (ہندوستان میں وہابی تحریک ص۲۸۳)

ایک اور جگہ ہنٹر لکھتا ہے:

"ان آدمیوں میں سے ایک بھی پکڑا جاتا تو انعام کا لالچ اپنے رہنماؤں کے خلاف آمادہ نہ کر سکتا۔" (ہندوستانی مسلمان ص۸۰)

کچھ عطف ہو رحمت کو ایسے جری بطل جلیل	خالق ارض وسما سے ہے دعا یہ بار بار!
عالمِ اسلام ہو جن کے لہو سے سُرخرو	ملتِ بیضا کا استخلاف ہو جن کا شعار!

یہی نہیں کہ قید ہوئے یا صرف مشقتیں سہیں بلکہ اکابرین اہلحدیث کے مکانات منہدم کر دیئے گئے۔ املاک چھین لی گئیں۔ چنانچہ مؤرخ لکھتا ہے کہ:

"لیفٹیننٹ گورنر کے حکم کے مطابق خاندانِ صادق پور کے مکانات میونسپلٹی کو دے کر

منہدم کرا دیئے گئے۔" (ہندوستان میں وہابی تحریک ص۲۹۱)

آگے چل کر مصنف، خاندانِ پٹنہ کے حالات لکھتا ہے:

"ساری قیمتی جائدادیں بیک قلمی جنبش ضبط کر لی گئیں۔ اور گاجر مولی کے بھاؤ بیچ دی گئیں، عورتیں اور بچے گلی وکوچہ میں ڈال دیئے گئے۔ جس کی وجہ سے وہ کوڑی کوڑی کے محتاج ہو گئے۔ مکینوں کو صرف اپنے تنوں پر کپڑے پہنے ہوتے خانہ بدر ہونا پڑا، ان کو اپنے ساتھ ایک سوئی بھی لے جانے کی اجازت نہ تھی۔"

(ہندوستان میں وہابی تحریک ص۲۹۲)

یہ کارروائی عید کے روز ہوئی۔ اِس حالتِ زار کو دیکھ کر پٹنہ خاندان کے ایک بزرگ مولانا عبدالرحیمؒ نے کہا تھا ؎

الحمدللہ بود مجرم شاہ طفلک بے گناہ را چہ گناہ

انگریز مصنف لکھتا ہے کہ:

"مقامی افسروں نے وہابی تعمیرات کو منہدم کرنے کے احکامات کی تعمیل کرتے ہوئے قبروں کو توڑ کر برابر کر دیا اور انھیں کھود ڈالا۔" (ہندوستان میں وہابی تحریک ص۱۹۲)

میری خاک بھی لحد میں نہ رہی امیر باقی
انھیں میرے مرنے کا ہی نہیں اعتبار ہوتا

اسی طرح ولیم ولسن ہنٹر لکھتا ہے کہ:

"وہ عقائد جن کو انھوں نے اپنے خون کے ساتھ لکھا۔۔۔۔ الخ"

(ہندوستانی مسلمان ص۵۹)

لقبِ وہابی کے بارے میں اور وہابیوں کے بارے میں ڈبلیو ہنٹر لکھتا ہے:

"ہم نے سادہ اور بھولے افراد کو وہابیوں کے خلاف بھڑکا دیا۔"

(ہندوستانی مسلمان ص۶۳)

ولیم ہنٹر کے اس بیان کی وضاحت ایوب قادری کے اس بیان سے ہوتی ہے:

"انگریز نے تحریک جہاد کو بُری طرح کچلا، مجاہدین اور مصلحین کو "وہابی" کے نام سے موسوم کر کے بدنام کیا گیا۔ تمام ملک میں وہابیوں کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا۔ مرکزی حکومت نے صوبائی حکومتوں سے ان حالات اور سرگرمیوں کی کیفیت طلب کی، ایک محکمہ سراغرسانی

خاص اسی مقصد کے لیے وجود میں آیا۔ انگریزی حکومت نے باغی اور وہابی مترادف لفظ قرار دیئے۔ عامۃ المسلمین میں ان کے خلاف نفرت کا جذبہ پیدا کیا اور ایک عام معاشرتی انقطاع شروع ہو گیا۔

بہت سے علماء نے مذہبی خدمات سمجھتے ہوئے وہابیوں کی مخالفت کی، حکومت کی طرف سے ایسے علماء کو بنظر استحسان دیکھتے ہوئے بالواسطہ یا بلاواسطہ معاوضہ دیا گیا مقدمات قائم کر کے ان کے قبضے سے مسجدیں نکالی گئیں۔ ایک عرصے تک حکومت کا رویہ یہ رہا کہ ایسے مقدمات میں وہابیوں کی مخالف پارٹی کے حق میں فیصلہ ہوا۔

(تحریک آزادی ص۶۱، ص۶۲)

اسی طرح آگے چل کر " وہابی یا اہلحدیث " کی سرخی باندھ کر ایوب قادری تحریر کرتے ہیں کہ:

"غیروں اور اپنوں کے اس رویے سے تنگ آ کر اپنے لیے وہابی کی بجائے اہلحدیث مروج و مشتہر کیا۔" (تحریک آزادی ص۶۲)

ے الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

ھٰذا فضل اللہ علینا!

ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر لکھتا ہے:

"میں نے اس جنگجو (وہابی) جماعت کی گزشتہ اور موجودہ ضروریات کو بالوضاحت بیان کر دیا ہے، کہ جس کے متعلق ہندوستان کے انگریزی حکام بار بار اعلان کر چکے ہیں کہ وہ ہماری سلطنت کے لیے ایک مستقل خطرہ ہے۔"

(ہندوستانی مسلمان ص۲۵)

ایک اور جگہ ہنٹر لکھتا ہے کہ:

"جب ہم نے پنجاب کا الحاق کیا تو تعصب کی رو کا رخ جو پہلے سکھوں کی طرف تھا، اب انگریزوں کی طرف پھر گیا۔ اور وہابیوں کی نظر میں سکھ اور انگریز برابر تھے۔"

(حوالہ مذکورہ)

ایک اور انگریز مؤرخ لکھتا ہے کہ:

"ان ناقابل تردید حقائق کی روشنی میں یہ نظریہ رکھنا کہ وہابی صرف سکھ کے خلاف جہاد کر

رہے تھے، تاریخ کے بہت بڑے حصے کا انکار ہے۔"

(اوبیور ص۲۹-۲۹۰ - ہندوستان میں وہابی تحریک)

اب ایوب قادری کا تصدیقی بیان بھی ملاحظہ فرمائیں کہ:

"پنجاب کے انگریزوں کے قبضے میں آجانے کے بعد مجاہدین کا مقابلہ براہِ راست انگریزوں سے تھا۔" (تحریکِ آزادی ص۳۶)

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اہلحدیث۔ سکھ اور انگریز دونوں کے خلاف جہاد کرتے رہے ہیں۔ حالانکہ جب تحریکِ آزادی کا ذکر آتا ہے تو تحریک کے اصل بانی اور مجاہدین اہلحدیثوں کو یکسر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ جبکہ ہند کی اس بوریانشین جماعت کے مصنفین، مناظرین، محدثین، محققین، اسلامی تعلیمات کے معلمین و متعلمین غرضیکہ ہر شعبۂ حیات سے متعلق ہر فرد اہلحدیث نے تحریکِ آزادی میں کام کیا۔ چنانچہ سید سلیمان ندوی مرحوم لکھتے ہیں:

"اہلحدیث کے نام سے اِس وقت بھی جو تحریک ہے، حقیقت میں وہ قدم نہیں نقشِ قدم ہے۔" (تراجم علمائے حدیث ہند ص۳۶ (مقدمہ))

اسی طرح سید صاحب نے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی وفات پر کہا تھا:

"مولانا اُس جماعت سے تعلق رکھتے تھے جس نے ہر دم انگریز کے خلاف عَلمِ جہاد بلند رکھا اور کبھی بھی اُسے نگوں نہ ہونے دیا۔" (المعارف)

دیوبندی مکتبِ فکر کے ایک جید عالم جناب تقی عثمانی فرماتے ہیں، کہ:

"(اکابر اہلحدیث) کے احسانات سے ملّتِ پاکستان کی گردن ہمیشہ جھکی رہے گی۔" (ضوء البدر فی لیل سود)

اسی طرح ایک اور مؤرخ جماعت اہلحدیث کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتا ہے کہ:

"برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں پنجاب کے مخصوص سیاسی مزاج، برٹش حکومت سے کمال وفاداری، اس کے استحکام و دفاع، مخصوص خدمات، برطانوی مفاد کے لیے جان سپاری اور سب سے بڑھ کر دین کے نام پر برٹش استعمار کی وفاداری و خیر خواہی کی بنا پر رسوائی و بدنامی اسی کے حصہ میں آئی ہے۔

لیکن پنجاب کا ایک ایسا شرف بھی ہے جو برصغیر کے کسی دوسرے صوبے کے حصہ میں نہ آیا۔ وہ (پنجاب) اس پر جتنا بھی فخر کرے بجا ہے۔

پنجاب کا یہ فخر علمائے حق کی اس مقدس جماعت (اہلحدیث) کی وجہ سے ہے، جس نے کفرزارِ ہند میں مرکزِ علمی و دینی کے لیے پنجاب کا انتخاب کیا — اسلامی ہند کے آخری ڈھائی سو سال میں اُن کی خدمات کی تاریخ نہایت شاندار رہی ہے۔ علمائے حق کی یہ مقدس جماعت مزرعہ ہند پہ ابر کرم کا ایک چھینٹا تھا۔ جس نے مسلمانوں کے نخلِ امید کو سرسبز و شاداب کیا۔" (تاریخ نظم جماعت ص۲۰۰،۲۰۱)

آخر میں شورش کاشمیری مرحوم کی زبانی بھی اسلافِ اہلحدیث کی کہانی سن لیجئے۔ وہ ایک تقریر میں کہتے ہیں؛

"جب بھی کوئی مؤرخ برصغیر کی حریت اور آزادی کی تاریخ رقم کرے گا تو مجبور ہوگا کہ تاریخ کو اہلحدیث علماء کے تذکرے سے شروع کرے۔ کیونکہ وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ تحریکِ آزادی کا ہراول دستہ علمائے اہلحدیث تھے، مجاہدین سب کے سب اہلحدیث گھرانے کے سپوت تھے۔ انہی کے خون نے آزادی کے پودے کو پروان چڑھایا ہے۔

جس طرح مغربی پاکستان کی آزادی میں اہلحدیث کا ہاتھ تھا۔ بالکل اسی طرح مشرقی پاکستان کی آزادی بھی انھیں کی رہینِ منت ہے"

یہ تقریر ۱۹ر جنوری ۱۹۶۹ء کو بہت سے سیاسی اور مذہبی رہنماؤں کی موجودگی میں کی گئی تھی۔

(الاعتصام - ۲۴ر جنوری ۱۹۶۹ء)

دفتر ترجمان میں، ایک مستقل خریدار کی طرف سے بیس روپے کا ایک منی آرڈر موصول ہوا ہے۔ جس کے کوپن پر نام، پتہ یا خریداری نمبر کچھ بھی درج نہیں۔ جن صاحب نے یہ منی آرڈر روانہ فرمایا ہے، دفتر کو فی الفور مطلع فرمائیں۔ تاکہ غلطی سے انھیں وی۔پی۔پی ارسال نہ کر دیا جائے۔

(شکریہ)